قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران: 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر: ابوسعید

Online Edition

جمعرات 17 دسمبر 2020ء | 01 جمادی الاولیٰ 1442 ہجری قمری | جلد: 2 | شمارہ: 298

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ابوموسیٰؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مومن قرآن کریم پڑھتا ہے اور اس پر عمل کرتا ہے اس کی مثال ایک ایسے پھل کی طرح ہے جس کا مزہ بھی عمدہ اور خوشبو بھی عمدہ ہوتی ہے۔ اور وہ مومن جو قرآن نہیں پڑھتا مگر اس پر عمل کرتا ہے اس کی مثال اس کھجور کی طرح ہے کہ اس کا مزہ تو عمدہ ہے مگر اس کی خوشبو کوئی نہیں۔ اور ایسے منافق کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے اس خوشبو دار پودے کی طرح ہے جس کی خوشبو تو عمدہ ہے مگر مزا کڑوا ہے۔ اور ایسے منافق کی مثال جو قرآن نہیں پڑھتا ایسے کڑوے پھل کی طرح ہے جس کا مزا بھی کڑوا ہے جس کی خوشبو بھی کڑوی ہے۔

(بخاری کتاب فضائل القرآن باب اثم من رأی بِقراءۃ القرآن او تأکّل بہ، او فَخَر بہ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قرآن کریم خوش الحانی سے اور سنوار کر نہیں پڑھتا اس کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔

(ابوداؤد۔ کتاب الصلوۃ باب کیف یستحب الترتیل فی القراءۃ)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

قرآن شریف کو تدبر سے پڑھو

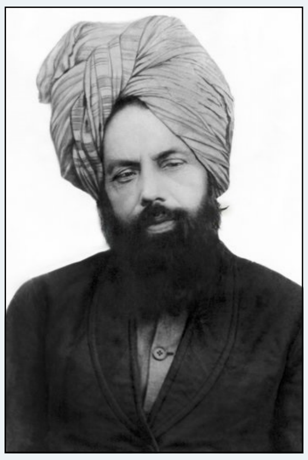

’’قرآن شریف پر تدبر کرو اس میں سب کچھ ہے۔ نیکیوں اور بدیوں کی تفصیل ہے اور آئندہ زمانہ کی خبریں ہیں وغیرہ۔ بخوبی سمجھ لو کہ یہ وہ مذہب پیش کرتا ہے جس پر کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا کیونکہ اس کے برکات اور ثمرات تازہ بتازہ ملتے ہیں۔ انجیل میں مذہب کو کامل طور پر بیان نہیں کیا گیا۔ اُس کی تعلیم اُس زمانے کے حسب حال ہو تو ہو، لیکن وہ ہمیشہ اور ہر حالت کے موافق ہرگز نہیں۔ یہ فخر قرآن مجید ہی کو ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں ہر مرض کا علاج بتایا ہے اور تمام قویٰ کی تربیت فرمائی ہے اور جو بدی ظاہر کی ہے اس کے دور کرنے کا طریق بھی بتایا ہے۔ اس لئے قرآن مجید کی تلاوت کرتے رہو اور دعا کرتے رہو اور اپنے چال چلن کو اس کی تعلیم کے ماتحت رکھنے کی کوشش کرو۔‘‘

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 102۔ ایڈیشن 1988ء)

’’قرآن کو چھوڑ کر کامیابی ایک ناممکن اور محال امر ہے۔ اور ایسی کامیابی ایک خیالی امر ہے، جس کی تلاش میں یہ لوگ لگے ہوئے ہیں۔ صحابہ کے نمونوں کو اپنے سامنے رکھو۔ دیکھو انہوں نے جب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی اور دین کو دنیا پر مقدم کیا تو وہ سب وعدے جو اللہ تعالیٰ نے ان سے کئے تھے پورے ہو گئے۔ ابتداء میں مخالف ہنسی کرتے تھے کہ باہر آزادی سے نکل نہیں سکتے اور بادشاہی کے دعوے کرتے ہیں۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں گم ہو کر وہ پایا جو صدیوں سے ان کے حصے میں نہ آیا تھا۔‘‘

(ملفوظات جلد اول صفحہ 409۔ ایڈیشن 1988ء)

’’قرآن شریف کو پڑھو اور خدا سے کبھی ناامید نہ ہو۔ مومن خدا سے کبھی مایوس نہیں ہوتا۔ یہ کافروں کی عادت میں داخل ہے کہ وہ خدا تعالیٰ سے مایوس ہو جاتے ہیں۔ ہمارا خدا عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ خدا ہے۔ قرآن شریف کا ترجمہ بھی پڑھو اور نمازوں کو سنوار سنوار کر پڑھو اور اس کا مطلب بھی سمجھو۔ اپنی زبان میں بھی دعائیں کرلو۔ قرآن شریف کو ایک معمولی کتاب سمجھ کر نہ پڑھو، بلکہ اس کو خدا تعالیٰ کا کلام سمجھ کر پڑھو۔‘‘

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 191۔ ایڈیشن 1988ء)

ارشادِ باری تعالیٰ

ذٰلِکَ الۡکِتٰبُ لَا رَیۡبَ ۚۖۛ فِیۡہِ ۚۛ ہُدًی لِّلۡمُتَّقِیۡنَ

(سورۃ البقرہ آیت: 3)

ترجمہ۔ یہ ’’وہ‘‘ کتاب ہے اس میں کوئی شک نہیں ہدایت دینے والی ہے متقیوں کو۔

فرمان خلیفۂ وقت

’’جب سے یہ دنیا قائم ہے اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی اصلاح کے لئے بے شمار نبی بھیجے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنی قوموں کے لئے شریعت لے کر آئے جو کتاب ان پر اتری اس کے احکام انہوں نے اپنی قوم کو بتائے، کچھ ان نبیوں کی پیروی میں بھی تھے جو اس شریعت کو آگے چلانے والے تھے، تو بہرحال نبیوں کا یہ سلسلہ اپنی اپنی قوم تک محدود رہا، یہاں تک کہ انسان کامل اور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے آپؐ پر اپنی شریعت بھی کامل کی اور آخری شرعی کتاب قرآن کریم کی صورت میں نازل فرمائی جس میں گزشتہ انبیاء کے تمام واقعات بھی آ گئے اور تمام شرعی احکام بھی اس میں آ گئے اور آئندہ کی پیش خبریاں بھی اس میں آ گئیں۔ اور تمام علوم موجودہ بھی اور آئندہ بھی، ان کا بھی اس میں احاطہ ہو گیا گویا کہ علم و عرفان کا ایک چشمہ جاری ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ ایک ایسا چشمہ ہے جو پاک دل ہو کر اس سے فیض اٹھانا چاہے وہ اس سے فائدہ اٹھائے گا۔ وہ تقویٰ میں بھی آگے بڑھے گا، وہ ہدایت پانے والوں میں بھی شمار ہو گا کیونکہ یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں اور یہ متقیوں کے لئے ہدایت ہے۔‘‘

(خطبہ جمعہ 24 ستمبر 2004ء بحوالہ alislam.org)

اس شمارہ میں

- ہدیۂ نعت بحضورِ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم (منظوم)
- تعارف سورۃ الزمر
- ختم نبوت
- ’’بنیادی مسائل کے جوابات‘‘

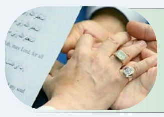

دربارِ خلافت

جو خاک میں ملے اسے ملتا ہے آشنا

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

’’حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اس بارہ میں فرماتے ہیں کہ:

وہ عباد الرحمن جنہوں نے دنیا میں انکسار اور عدل و انصاف کے ساتھ اپنی عمر بسر کی۔ جو دن کے اوقات میں بھی احکام الٰہی کے تابع رہے اور رات کی تاریکیوں میں بھی سجدہ و قیام میں اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑاتے اور دعائیں کرتے رہے۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان کے درجات کو بلند کرتے ہوئے انہیں ساتویں آسمان پر جگہ عنایت فرمائے گا یعنی وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ رکھے جائیں گے۔ کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ساتویں آسمان پر ہی ہیں۔ (مسند احمد بن حنبل جلد ۴ صفحہ ۲۰۷، ۲۰۸)۔ اس کی طرف رسول کریم ﷺ نے اس حدیث میں بھی اشارہ فرمایا ہے کہ اِذَا تَوَاضَعَ الْعَبْدُ رَفَعَهُ اللّٰهُ اِلَى السَّمَآءِ السَّابِعَةِ (کنز العمال جلد ۲ صفحہ ۵۲) کہ جب کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے لئے تواضع اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے ساتویں آسمان میں جگہ دیتا ہے۔ چونکہ ان لوگوں نے خدا کے لئے ھَوْن اور تَذَلُّل اختیار کیا ہوگا اس لئے خدا تعالیٰ بھی انہیں سب سے اونچا مقام رفعت عطا فرمائے گا اور انہیں منازل قرب میں سے سب سے اونچی منزل عطا کی جائے گی۔ (تفسیر کبیر جلد ششم صفحہ ۵۹۷)

اسی مضمون کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے ایک شعر میں اس طرح بیان فرماتے ہیں

جو خاک میں ملے اسے ملتا ہے آشنا
اے آزمانے والے یہ نسخہ بھی آزما

جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ اس زمانے میں عاجزی اختیار کرنے کے طریقے اور سلیقے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں سکھائے اس لئے آپ علیہ السلام کے نسخوں پر عمل کر کے ہی ہم اس خلق کو حاصل کر سکتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ تذلل اور انکساری کی زندگی کوئی شخص اختیار نہیں کرسکتا جب تک کہ اللہ تعالیٰ اس کی مدد نہ کرے۔ اپنے آپ کو ٹٹولو، اگر بچے کی طرح اپنے آپ کو کمزور پاؤ تو گھبراؤ نہیں۔ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ کی دعا صحابہ کی طرح جاری رکھو۔ راتوں کو اٹھو اور دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ تم کو اپنی راہ دکھائے۔ آنحضرت ﷺ کے صحابہ نے بھی تدریجاً تربیت پائی۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ ۲۸ رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷)

پھر آپ فرماتے ہیں: ’’عاجزی اختیار کرنی چاہیے۔ عاجزی کا سیکھنا مشکل نہیں ہے اس کا سیکھنا ہی کیا ہے۔ انسان تو خود ہی عاجز ہے اور وہ عاجزی کیلئے ہی پیدا کیا گیا ہے۔ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (اَلذّٰرِيٰت:57) (ملفوظات جلد سوم صفحہ 232 البدر ۲۴/ اپریل ۱۹۰۳) تو اس کا بھی یہی مطلب ہے کہ عاجزی اختیار کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور جھکو، اس کی عبادت کرو۔ تو عاجزی سمیت تمام خلق پیدا ہوتے جائیں گے انشاء اللہ۔

پھر آپ فرماتے ہیں: ’’پانچ وقت اپنی نمازوں میں دعا کرو۔ اپنی زبان میں بھی دعا کرنا منع نہیں ہے۔ نماز کا مزہ نہیں آتا جب تک حضور نہ ہو اور حضورِ قلب نہیں ہوتا ہے جب تک عاجزی نہ ہو۔ عاجزی جب پیدا ہوتی ہے جو یہ سمجھ آجائے کہ کیا پڑھتا ہے۔ اس لئے اپنی زبان میں اپنے مطالب پیش کرنے کیلئے جوش اور اضطراب پیدا ہوسکتا ہے‘‘۔ (ملفوظات جلد سوم صفحہ ۴۳۴ الحکم ۱۷ اکتوبر ۱۹۰۳ء)

جب آدمی دعا کر رہا ہو سمجھ نہ آرہی ہو تو عاجزی کس طرح پیدا ہوگی اگر مطلب نہ آرہا ہو۔ اس لئے اپنی زبان میں دعائیں کریں۔ اللہ تعالیٰ سے مانگیں اس کے آگے روئیں، گڑگڑائیں۔ پھر آپ فرماتے ہیں: ’’...انبیاء میں بہت سے ہنر ہوتے ہیں۔ ان میں سے ایک ہنر سَلبِ خودی کا ہوتا ہے۔ ان میں خودی نہیں رہتی۔ وہ اپنے نفس پر ایک موت وارد کر لیتے ہیں۔ کبریائی خدا کے واسطے ہے۔ جو لوگ تکبر نہیں کرتے اور انکساری سے کام لیتے ہیں وہ ضائع نہیں ہوتے‘‘۔ (ملفوظات جلد ۵ صفحہ ۲۱۶ البدر ۲/ مئی ۱۹۰۷ء)

پھر آپ جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ’’انسان بیعت کنندہ کو اول انکساری اور عجز اختیار کرنی پڑتی ہے اور اپنے خودی اور نفسانیت سے الگ ہونے پڑتا ہے تب وہ نشو ونما کے قابل ہوتا ہے لیکن جو بیعت کے ساتھ نفسانیت بھی رکھتا ہے اسے ہرگز فیض حاصل نہیں ہوتا‘‘۔ (ملفوظات جلد سوم صفحہ ۴۵۵، ۱۶ نومبر ۱۹۰۳)

پھر آپ نے فرمایا: ’’میں اپنی جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ تکبر سے بچو کیونکہ تکبر ہمارے خداوند ذوالجلال کی آنکھوں میں سخت مکروہ ہے۔ ...ایک شخص جو اپنے بھائی کی بات کو تواضع سے سننا نہیں چاہتا اور منہ پھیر لیتا ہے اس نے بھی تکبر سے حصہ لیا ہے۔ ... کوشش کرو کہ کوئی حصہ تکبر کا تم میں نہ ہو تا کہ ہلاک نہ ہوجاؤ اور تا تم اپنے اہل و عیال سمیت نجات پاؤ۔ خدا کی طرف جھکو اور جس قدر دُنیا میں کسی سے محبت ممکن ہے تم اس سے کرو۔ اور جس قدر

بقیہ صفحہ 7 پر

ہدیۂ نعت بحضورِ سرورِ کائنات ﷺ

اے مجسم کرم! اے رسالت مآبؐ!
تیری رحمت ہے بے پایاں و بے حساب
سب جہانوں پہ تیرے کرم کے سحاب
تجھ سے ہر ذرۂ زندگی فیضیاب

ایک مدت سے مردہ تھے ارض و سما
بحر و بر میں فسادات کی انتہا
ایسے میں تیرے رُخ کا جو سورج چڑھا
ابرِ ظلمت زمانے سے سب چھٹ گیا

’’الامانت‘‘ کا اتنا گراں بار تھا
کہ پہاڑوں کو بھی نہ ہوا حوصلہ
اور زمیں آسماں بھی ہوئے سرنگوں
وہ ’’ظلوماً جہولاً‘‘ ہی آگے بڑھا

گرچہ ہیں عالی پرواز روح الا میں
پر تری منزل اُن سے پرے ہے کہیں
یوں تو موسیٰ بھی نبیوں میں کم تو نہیں
پر نہیں کوئی ہووے جو تجھ سا قریں

سارے گلشن میں اک تو مہکتا گلاب
رنگ و خوشبو کی تاثیر بھی لاجواب
باغِ دنیا میں جس صبح تو کھل اُٹھا
باقی سب پھول لگنے لگے اک سراب
تیرے چہرے میں تھا عکسِ نورِ خدا
اک ترا دل ہی تھا عرشِ ربُّ الوریٰ
تو ہی تھا اصل کا آئینہ بالیقیں
لاجرم تو ہی ’’نورٌ علیٰ نور‘‘ تھا

تو ہی ’’عبداً شکوراً‘‘، تو ہی سرفراز
واہ، تیرا قیام اور جبینِ نیاز!
بہرِ عشّاق وا ہو گیا بابِ حسن
کیسے سکھلائے آدابِ راز و نیاز!

تو حقیقت ہے، باقی تو سب خواب ہے
تجھ سے ہی مقتبس نورِ مہتاب ہے
آج بھی تیرے دم سے ہیں سب رونقیں
تیرا ہی باغ سرسبز و شاداب ہے

حسن و احسان میں تو عدیم المثال
تو جمال اور جلال، ہر طرح باکمال
تجھ سا کوئی نہیں خوش ادا، خوش خصال
کس طرح ہو ترا ذکرِ حسن و جمال

میں تو ہوں بے ہنر، عمر بھی مختصر
تیری تعریف پھر مجھ سے کیونکر ہو، پر
میرا خونِ جگر صورتِ چشمِ تر
میرے ایک اک سخن میں ہوا جلوہ گر
یہ بھی تیرا ہی اعجاز ہے سر بہ سر
فکر و فن میرے ورنہ تھے بے بال و پر

(میرا انجم پرویز)

تعارف سورۃ الزمر (39ویں سورۃ)

(مکی سورۃ، تسمیہ سمیت اس سورۃ کی 76 آیات ہیں)

ترجمہ از انگریزی ترجمہ قرآن (حضرت ملک غلام فرید صاحب) ایڈیشن 2003

وقت نزول اور سیاق و سباق

سابقہ پانچ سورتوں سے اس سورت کا مضمون اور طرز بیان بہت مطابقت رکھتا ہے۔ یہ سورت بھی نبوت کے ابتدائی سالوں میں نازل ہوئی۔ چند مستشرقین جن میں راڈویل اور میور بھی شامل ہیں اس کو مکی دور کے اخیر کی سورت شمار کرتے ہیں۔ جمہور علماء کی رائے اس بات کے حق میں ہے کہ یہ سورت نبوت کے ابتدائی سالوں میں مکہ میں نازل ہوئی تھی۔ ان چھ سورتوں کا مرکزی خیال جو سورۃ سبا سے شروع ہوتی ہیں، الٰہی وحی و الہام ہے بالخصوص قرآنی وحی کا نزول اور توحید باری تعالیٰ ہے۔ اس حقیقت کا بیان کہ اس کائنات کا بنانے والا، نظام چلانے والا اور خالق ایک ہی ہے نیز اس کی ترتیب و تنظیم، توازن اور ہم آہنگی سے مستنبط ہے۔ جو پوری کائنات میں پایا جاتا ہے جس کے اعتراف کی گواہی تمام سائنسز دیتی ہیں۔ پھر خدا کے نبیوں کا نہایت معمولی وسائل کے ساتھ نہایت مشکل حالات میں کامیاب و کامران ہونا بھی ہستی باری تعالیٰ اور توحید کی غیر معمولی دلیل ہے۔

مضامین کا خلاصہ

اس سورت کا آغاز قرآنی وحی سے ہوتا ہے اور یہ جملہ الہامی کتب کی ضرورت، مقصد اور انبیاء کے سب سے اہم ترین مقصد کو بیان کرتی ہے جو زمین پر توحید کا قیام ہے۔ اس نہایت اعلیٰ اور ارفع مقصد کی راہ میں جو سب سے بڑی رکاوٹ حائل ہے وہ درحقیقت یہ ہے کہ انسان معبودان باطلہ کی پرستش میں لگا ہوا ہے جنہیں اس نے اپنے ہاتھوں سے بنایا ہے۔ بت پرستی کی سب انواع میں جو سب سے بدتر ہے اور جس نے روحانی ترقی اور جملہ مذاہب کو سب سے زیادہ نقصان پہنچایا ہے وہ مسیح کا ابن اللہ ہونے کا عقیدہ ہے۔ اس سورت میں کائنات کی حسین ترین بناوٹ کو اس دلیل کے طور پر پیش کیا گیا ہے کہ اس کائنات کا صرف ایک ہی صناع اور حکیم ہے جس نے سب کچھ تخلیق کیا ہے۔ وہ تین مدارج جن سے گزر کر ایک جنین انسان کی شکل میں پیدا ہوتا ہے، اس کو بھی (ہستی باری تعالیٰ کی) ایک اضافی دلیل کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔

وحی و الہام کی ضرورت اور مقصد کے بارے میں تفصیل بیان کرنے کے بعد اس سورت میں اس (الہام) کے بارے میں دو نہایت مضبوط اور مدلل دلیلیں دی گئی ہیں۔ پہلی یہ ہے کہ خدا پر جھوٹ باندھنے والے اور حق کو جھٹلانے والے کبھی بھی زندگی میں کامیاب نہیں ہوتے اور ہر قدم پر ناکامی اور نامرادی ان کا مقدر ہوتی ہے۔ دوسری یہ کہ خدا کے انبیاء اور ان کو ماننے والے ہمیشہ کامیاب ہوتے ہیں اور ان کا مقصد کامیابی سے ہمکنار ہوتا ہے۔ متذکرہ بالا دونوں دلائل کسی بھی الہام کے دعویدار کی سچائی کو پرکھنے کے لیے ایک ناقابل خطا معیار ہیں۔ ان معیاروں پر رکھنے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ملہم من اللہ ہونے کا دعویٰ اور قرآن کا الٰہی وحی ہونا ایک بے نظیر ثبوت ثابت ہوتا ہے جس کے بارے میں شک کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی۔

بعد ازاں یہ سورت گناہ گاروں کے لیے امید کا ایک پیغام اور خوشی بیان کرتی ہے۔ یہ انہیں بتاتی ہے کہ خدا بے انتہا رحم کرنے والا اور معاف کرنے والا ہے۔ اس کی رحمت نے ہر ایک چیز کا احاطہ کیا ہوا ہے۔ وہ صرف کسی گناہ گار کے گناہ ترک کرنے کا مصمم ارادہ چاہتا ہے۔ انسان کو اپنی منزل کے حصول کے لیے خود کوشش کرنی پڑتی ہے اور کسی دوسرے کی قربانی اسے بچا نہیں سکتی۔ مگر اسے توبہ اور اپنی حالت میں تبدیلی کے لیے کئی مواقع دیے جاتے ہیں پھر بھی بدی کے راستے کو عمداً اختیار کرنے پر اسے سخت سزا دی جاتی ہے۔ اپنے اختتام پر یہ سورت روز قیامت کی تفصیل بیان کرتی ہے (تا کہ نصیحت حاصل کرنے والا نصیحت پکڑے)۔

آج کی دعا

اَللّٰھُمَّ إِنِّی أَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَأَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ وَأَسْأَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ فَإِنَّکَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ اللّٰھُمَّ إِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعِیْشَتِیْ وَعَاقِبَةِ أَمْرِیْ (أَوْ قَالَ فِیْ عَاجِلِ أَمْرِیْ وَآجِلِهٖ) فَیَسِّرْهُ لِیْ ثُمَّ بَارِکْ لِیْ فِیْهِ وَإِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعِیْشَتِیْ وَعَاقِبَةِ أَمْرِیْ (أَوْ قَالَ فِیْ عَاجِلِ أَمْرِیْ وَآجِلِهٖ) فَاصْرِفْهُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْهُ وَاقْدُرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ ثُمَّ أَرْضِنِیْ بِهٖ

(جامع ترمذی کتاب الدعوات أَبْوَابُ الْوِتْرِ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ حدیث نمبر ۴۸۰)

ترجمہ: اے اللہ! میں تیرے علم کے ذریعے تجھ سے بھلائی طلب کرتا ہوں، اور تیری طاقت کے ذریعے تجھ سے طاقت طلب کرتا ہوں، اور تجھ سے تیرے فضل کا سوال کرتا ہوں، تو قدرت رکھتا ہے اور میں قدرت نہیں رکھتا، تو علم والا ہے اور میں لاعلم ہوں، تو تمام غیبوں کو خوب جاننے والا ہے۔ اے اللہ اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام (جو مجھے درپیش ہے) میرے حق میں، میرے دین، میری روزی اور انجام کے اعتبار سے (یا آپ نے فرمایا: یا میری دنیا اور آخرت کے لحاظ سے) بہتر ہے، تو اسے تو میرے لیے آسان بنادے اور مجھے اس میں برکت عطا فرما، اور اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے حق میں، میرے دین، میری روزی اور انجام کے اعتبار سے (یا فرمایا میری دنیا اور آخرت کے لحاظ سے) میرے لیے برا ہے تو اسے تو مجھ سے پھیر دے اور مجھے اس سے پھیر دے اور میرے لیے خیر مقدر فرمادے وہ جہاں بھی ہو، پھر مجھے اس پر راضی کر دے۔

یہ پیارے رسول سید و مولیٰ نبی ﷺ کی دعائے استخارہ ہے۔ اسے صلوٰۃ الاستخارہ بھی کہتے ہیں۔ رسول کریم ﷺ نے ہر اہم دینی و دنیاوی کام سے پہلے راہنمائی کے حصول کے لئے اور اس کے بابرکت ہونے کے لئے اس دعا کی تلقین فرمائی ہے۔ استخارہ کے لغوی معنی خیر طلب کرنے کے ہیں، چونکہ اس دعا کے ذریعہ انسان اللہ تعالیٰ سے خیر و بھلائی طلب کرتا ہے اس لیے اسے 'دعاء استخارہ' کہا جاتا ہے۔ استخارے کا تعلق صرف جائز کاموں سے ہے۔

اس کا طریق یہ ہے کہ رات سونے سے پہلے دو رکعت نفل پڑھے جائیں۔ سورۃ فاتحہ کے بعد پہلی رکعت میں سورۃ الکافرون اور دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ الاخلاص پڑھنا مسنون ہے۔ قعدہ میں تشہد درود شریف اور مسنون دعاؤں کے بعد دعائے استخارہ پڑھی جائے۔

حضرت جابر بن عبداللہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں ہر معاملے میں استخارہ کرنا اسی طرح سکھاتے جیسے آپؐ ہمیں قرآن کی سورتیں سکھاتے تھے۔ آپؐ فرماتے، تم میں سے کوئی شخص جب کسی کام کا ارادہ کرے تو دو رکعت پڑھے، پھر (دعائے استخارہ پڑھے)، اور اپنی حاجت کا نام لے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

''آج کل اکثر مسلمانوں نے استخارہ کی سنت کو ترک کر دیا ہے۔ حالانکہ آنحضرت ﷺ پیش آمدہ امر میں استخارہ فرما لیا کرتے تھے۔ سلفِ صالحین کا بھی یہی طریق تھا۔ چونکہ دہریت کی ہوا پھیلی ہوئی ہے اس لئے لوگ اپنے علم و فضل پر نازاں ہو کر کوئی کام شروع کر لیتے ہیں اور پھر نہاں در نہاں اسباب سے جن کا انہیں علم نہیں ہوتا نقصان اٹھاتے ہیں۔ اصل میں یہ استخارہ ان بدرسومات کے عوض میں رائج کیا گیا تھا جو مشرک لوگ کسی کام کی ابتداء سے پہلے کیا کرتے تھے۔ لیکن اب مسلمان اسے بھول گئے۔ حالانکہ استخارہ سے ایک عقل سلیم عطا ہوتی ہے جس کے مطابق کام کرنے سے کامیابی حاصل ہوتی ہے۔''

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 230 ۔ ایڈیشن 1988)

(مرسلہ: مریم رحمٰن)

تبرکات حضرت میر محمد اسحاقؓ

ختم نبوت

(قسط 2)

کسی آیت کے معنی کرنے کا طریق

قرآن کریم کی کسی آیت کے معنی اور مطلب سمجھنے کے متعلق خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اَفَلَا یَتَدَبَّرُوۡنَ الۡقُرۡاٰنَ (محمد:25) لوگ قرآن کی آیات پر تدبّر کیوں نہیں کرتے۔ تدبّر عربی لفظ ہے جو دُبر سے نکلا ہے جس کے معنی آگے پیچھے کے ہیں۔ اس سے خدا تعالیٰ نے یہ بتایا ہے کہ کسی آیت کے ایسے معنی نہ کرو جو اس سے اگلی یا پچھلی آیات کے خلاف ہوں۔ اب دیکھنا چاہئے کہ اس آیت کے جو معنی کئے جاتے ہیں وہ اگلی پچھلی آیات کے خلاف تو نہیں۔ اگر خلاف ہوئے تو پھر قابل قبول نہیں ہیں اور اگر خلاف نہ ہوئے تو درست اور صحیح ہوں گے۔

خاتم النبیین کے غلط معنی

یہ آیت سورہ احزاب میں ہے جس کے شروع میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے اَلنَّبِیُّ اَوۡلٰی بِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ مِنۡ اَنۡفُسِہِمۡ وَ اَزۡوَاجُہٗۤ اُمَّہٰتُہُمۡ (الاحزاب:7)۔ اے مومنو! نبی تمہارا خیر خواہ اور تمہارے لئے مہربان ہے۔ ایسا کہ تمہاری جان سے بھی زیادہ اسے تمہارا فکر ہے۔ واقعہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کے ایسے ہی خیر خواہ ہیں جیسے کہ وہ خود اپنی جان کے نہیں ہیں۔ ہماری روحانی ترقی کے اسباب کون لایا اور ہمیں ہلاکت اور تباہی کے راستہ سے کس نے بچایا۔ آپؐ ہی نے۔ تو آپؐ ہمارے لئے ہماری جانوں سے زیادہ خیر خواہ ہوئے۔ کیونکہ یہ باتیں ہم اپنے فائدے اور نفع کے لئے ہرگز حاصل نہ کر سکتے تھے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے جب اس رسول سے تمہارا ایسا تعلق ہو گیا تو تم اس کے رشتہ دار ہو گئے اور وہ تمہارا رشتہ دار بن گیا اور رسول کی بیویاں تمہاری مائیں ہوئیں۔ آپ لوگ جانتے ہیں کہ اگر امہات المومنین رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں نہ ہوتیں تو ہمارا ان سے کوئی تعلق نہ تھا لیکن صرف رسول کریمؐ کے نکاح میں آنے کی وجہ سے ہماری مائیں بن گئیں۔ یہاں یہ اشارہ کیا گیا ہے کہ رسول کریمؐ مومنوں کے باپ ہیں۔ مگر یہ نہیں کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مومنوں کا باپ ہے .... بلکہ رسول کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہیں کہہ کر بسبب آپ کے رسول اور نبی ہونے کے آپ کو مومنوں کا باپ قرار دیا گیا ہے۔ اس کے بعد اسی سورۃ میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنۡ رِّجَالِکُمۡ وَلٰکِنۡ رَّسُوۡلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ (الاحزاب:41) کہ محمد تمہارے مَردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔ یہاں ایک اعتراض پیدا ہوتا ہے کہ پہلے تو کہا گیا ہے کہ رسول کی بیویاں تمہاری مائیں ہیں اور اس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مومنوں کا باپ کہا گیا ہے لیکن اب کہا جاتا ہے کہ وہ کسی کا باپ نہیں ہے۔ تو پہلے چونکہ نبی ہونے کی وجہ سے باپ کہا گیا تھا اور اب اس سے انکار کیا جاتا ہے اس لئے معلوم ہوا کہ اب وہ نبی نہیں رہے۔ اس اعتراض کے جواب میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَلٰکِنۡ رَّسُوۡلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ۔ لٰکِنۡ کا لفظ عربی میں اس لئے آیا کرتا ہے کہ پہلے حصہ پر جو اعتراض پڑتا ہو اس کو دور کرے۔ تو فرمایا کہ اس کہنے سے کہ یہ کسی مرد کا باپ نہیں ہے یہ نہ سمجھنا کہ وہ نبی اور رسول نہیں رہا بلکہ وہ تو اللہ کا رسول اور خاتم النبیین ہے۔ رسول اللہ اور خاتم النبیین کے درمیان جو واؤ ہے وہ عطف کی ہے جس کا مطلب عربی میں اور اُردو میں بھی یہ ہوتا ہے کہ جو اس سے پہلے لفظ کا معنی اور مطلب ہو وہی اس کے بعد کے لفظ کا ہو۔ تو یہاں خاتم النبیین کے ایسے معنی کرنے چاہئیں جو اسی طرح اس اعتراض کو دور کریں جس طرح رسول اللہ کا لفظ دور کرتا ہے۔ کیونکہ دونوں کے ایک ہی معنی اور ایک ہی مطلب ہونا ضروری ہے۔ مگر کیسی تعجب اور حیرانی کی بات ہے کہ ہمارے سامنے اس کے یہ معنی پیش کئے جاتے ہیں کہ نبیوں کو بند کرنے والا۔ لیکن یہ معنی کسی صورت میں بھی درست نہیں ہو سکتے کیونکہ اعتراض تو یہ پیدا ہوا تھا کہ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے باپ ہونے کی نفی کی گئی ہے اس لئے وہ رسول اور نبی نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ اس سے پہلے ان کو رسول ہونے کی وجہ سے مومنوں کا باپ قرار دیا جا چکا ہے مگر اس کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ یہ اللہ کا رسول اور نبیوں کو بند کرنے والا ہے۔ کیا یہ جواب ان کے اعتراض کو دور کر سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ لیکن چاہئے تو یہ کہ جس طرح رسول کا لفظ اس اعتراض کو دور کرتا ہے اسی طرح خاتم النبیین کا بھی دور کرے۔ دیکھئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول اللہ کہہ کر بتایا گیا ہے کہ یہ اللہ کا رسول ہے اور رسول مومنوں کا باپ ہوتا ہے۔ اس سے ان کا اعتراض دور ہو جاتا ہے۔ لیکن خاتم النبیین کے یہ معنی کرنے سے کہ یہ نبیوں کو بند کرنے والا ہے اس اعتراض کو دور نہیں کرتے۔ کیونکہ اس کا یہ مطلب نہیں بن سکتا کہ نبیوں کو بند کرنے والا مومنوں کا باپ ہوا کرتا ہے۔ پس جب خاتم النبیین کا لفظ اعتراض کو دور نہیں کرتا تو ثابت ہو گیا کہ اس کے جو معنی کئے جاتے ہیں وہ درست اور صحیح نہیں ہیں۔

خاتم النبیین کے صحیح معنی

اب سوال (پیدا) ہوتا ہے کہ پھر اس کے صحیح معنی کیا ہیں جو یہاں چسپاں ہوتے ہیں۔ میں معنی کرنے سے پہلے یہ بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ اصلی اور صحیح معنی وہی ہوں گے کہ جو اسی

اعتراض کو دور کریں گے جس کو رسول اللہ کے لفظ نے دور کیا ہے اور وہ معنی یہ ہیں کہ نبیوں کے خَاتَم۔ خاتم عربی لفظ ہے جس کے معنی انگوٹھی یعنی مُہر کے ہیں۔ تو خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرمایا کہ اس کی دو حیثیتیں ہیں۔ ایک خدا کے دربار میں اور دوسری انسانوں کے اعلیٰ طبقہ یعنی انبیاء میں۔ خدا کے حضور تو اس کا یہ درجہ ہے کہ رسول ہے اور نبیوں میں یہ ہے کہ مہر ہے۔ مگر اصل انگوٹھی یا مہر تو کسی نہ کسی دھات وغیرہ کی ہوتی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انسان تھے۔ اس لئے وہ انگوٹھی تو ہو نہیں سکتے۔ اس کو حل کرنے کے لئے جب ہم قرآن کریم کو دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سورج کہا گیا ہے۔ لیکن اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ آپ وہی سورج تھے جو آسمان پر ہوتا ہے۔ بلکہ اس سے ایک خاص صفت کو بیان کیا گیا ہے جیسے کسی انسان کو شیر کہہ دیتے ہیں حالانکہ شیر تو ایک درندہ ہے۔ مگر اس سے اس کی بہادری مراد ہوتی ہے۔ تو اس طرح تشبیہ سے ایک خاص صفت کی طرف اشارہ ہوا کرتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سورج کہا گیا تو اس لئے کہ جس طرح سورج تمام دنیا کو روشنی پہنچاتا ہے اسی طرح رسول کریمؐ ساری دنیا کے لئے تھے۔ چنانچہ فرمایا اِنِّیۡ رَسُوۡلُ اللّٰہِ اِلَیۡکُمۡ جَمِیۡعًا (الاعراف:159)۔ تو جب آپ کو مُہر کہا گیا تو معلوم ہوا کہ مہر میں جو خصوصیت پائی جاتی ہے وہ آپ میں پائی جاتی ہے۔ اب دیکھنا چاہئے کہ مہر کا کام کیا ہے۔ یہ کہ جہاں لگائی جائے اس کی تصدیق کرے کہ یہ فلاں کی طرف سے ہے۔ فلاں نے اس کو درست اور صحیح تسلیم کیا ہے۔ پس جب خاتم کے معنی حل ہو گئے تو پھر خاتم النبیین کے معنی صاف ہو گئے اور وہ یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدا کے حضور یہ حیثیت ہے کہ رسول ہے اور نبیوں کے زمرہ میں یہ درجہ ہے کہ ان کی مُہر ہے یعنی ان کی نبوت کی تصدیق کرتا ہے۔

کوئی نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کے بغیر نبی ثابت نہیں ہو سکتا

مرسلہ: غلام مصباح بلوچ

تعارف صحابہؓ حضرت مسیح موعودؑ

حضرت منشی بقا محمد صاحب رضی اللہ عنہ۔ رہتاس ضلع جہلم

حضرت منشی بقا محمد صاحب رضی اللہ عنہ ولد میاں امام بخش صاحب قوم کھوکھر رہتاس ضلع جہلم کے رہنے والے تھے اور سکول میں مدرس تھے۔ آپ قریبًا 1886ء میں پیدا ہوئے۔ 1907ء میں آپ بوچھال کلاں ضلع چکوال میں متعین تھے جہاں سے سلسلہ احمدیہ کا تسلی بخش مطالعہ کر کے بیعت کا خط لکھ دیا، اخبار بدر میں ''سلسلہ حقہ کے نئے ممبر'' کے تحت آپ کا نام ''بقا محمد۔ رہتاس جہلم'' (بدر 18/ جولائی 1907ء صفحہ 13) آپ کی بیعت کا اندراج جب اخبار بدر میں شائع ہوا تو مولوی محمد ابراہیم سیالکوٹی ایڈیٹر رسالہ ''الہادی'' نے آپ کو بذریعہ خط لکھا:

''محبّ من منشی بقا محمد صاحب!

بعد سلام مسنون واضح آنکہ اخبار بدر ..... میں زیرعنوان ''سلسلہ حقہ کے نئے ممبر'' آپ کا نام بھی درج شدہ دیکھا، حیران ہوا کہ .... قادیانی کی مریدی کا خیال کس طرح ہوسکتا ہے؟..... اول تو مجھے اس خبر کی صحت میں شک ہے۔ دوم اگر سچی بھی ہے تو آپ گرمیوں کی رخصتوں میں سیالکوٹ میں آکر مجھ سے ملاقات کر جاویں ..... آپ کا خیر خواہ

خاکپائے محمد ابراہیم ایڈیٹر رسالہ الہادی

6/ اگست 1907ء''

جب آپ نے یہ خط پڑھا تو بڑے پُرمعارف طریقے سے تفصیلی اس کا جواب دیا جو اخبار بدر میں شایع ہوا، اس کا کچھ حصہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے جس سے آپ کے ایمان کا علم ہوتا ہے۔ آپ لکھتے ہیں:

''مکرمی مولوی صاحب!

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ آپ کا نوازش نامہ پہنچا، کئی ایک وجوہات سے جواب سے قاصر رہا۔ آپ نے لکھا ہے کہ ..... سلسلہ حقہ کے نئے ممبر آپ کا نام بھی درج شدہ دیکھا، الحمد للہ وشکر اللہ، بندہ اس نعمت غیر مترقبہ کا شکر کس زبان سے ادا کرے، بندہ کو وہ لفظ نہیں ملتے جس سے ایسی نعمت کا شکریہ ادا کروں

بھر گیا ہے گل امید سے دامن اپنا
باغباں مبارک رہے تجھے گلشن اپنا

آگے چل کر بندہ کو سیالکوٹ میں ملاقات کے واسطے مدعو کرتے ہیں، وہ کس واسطے؟ صرف اسی واسطے کہ حضرت مرزا صاحب کی غلامی سے جس کو نیازمند ایک فخر کی نگاہ سے خیال کرتا ہے، ہٹایا جاوے۔ خداوند کریم اپنے عاجز اور کمزور انسان پر رحم کرے، آمین۔

اب بندہ حضرت مرزا صاحب مسیح موعود کی تعلیم کا لب لباب آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہے اور انصاف چاہتا ہے کہ کیا وہ تعلیم حق ہے یا نہیں اور قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کے مطابق ہے یا نہیں اور انسان کی پیروی کے لیے ذریعہ نجات ہے یا نہیں؟ پھر ان کی تعلیم کے برخلاف آپ وہ تعلیم بیان کریں جس پر انسان چل کر نجات حاصل کر سکے، پھر بندہ سیالکوٹ آپ کی خدمت میں ضرور حاضر ہوجائے گا .....

بے شک طالب حق ہو کر میرے اعتراضات کا جواب از ادلّہ قرآن کریم و سنت کریم، احادیث صحیحہ نبویہ سے دیا جاوے، صرف مجھے حق کی ضرورت ہے اور اسی کو اختیار کیا ہے۔ کسی خاص فرقہ سے انس و محبت متعصّبانہ نہیں صرف احکام ربّی کو سمجھنے اور اُن پر چلنے کی ضرورت ہے اور اسی کو قال اللہ و قال الرسول کہا جاتا ہے جس کا نمونہ آج کل مرزا صاحب ہیں اور بس اور اسی وجہ سے قادیانی کی مریدی کا خیال آیا

مشک آن ہست کہ خود ببوید نہ آنکہ عطا گوید

جواب کا منتظر خادم

بقا محمد مدرس''

(بدر 19/ ستمبر 1907ء صفحہ 9،8)

آپ بطور مدرس مختلف جگہوں پر متعین رہے اور احمدیت کا پیغام پہنچاتے رہے۔ اخبار الفضل میں آپ کے حوالے سے ایک خبر یوں درج ہے: ''چک عبدالخالق ضلع جہلم سے منشی بقا محمد صاحب مدرس لکھتے ہیں منشی گلاب الدین صاحب رہتاسی ہر اتوار کو احمدی، غیر احمدی مرد عورتوں میں احمدیت کا وعظ سناتے ہیں۔ الحمد للہ کہ غیر احمدی اب بہت دلچسپی سے وعظ کو سننے لگے ہیں۔ منشی صاحب موصوف احمدی احباب سے دعا کی بھی درخواست کرتے ہیں۔''

(الفضل 14/ ستمبر 1915ء صفحہ 1 کالم 3)

آپ نے 1922ء میں قریبًا 36 سال کی عمر میں وفات پائی اور رہتاس میں دفن ہوئے۔ آپ بفضلہٖ تعالیٰ موصی (وصیت نمبر 1781) تھے، یادگاری کتبہ بہشتی مقبرہ قادیان میں لگا ہوا ہے۔ سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے خطبہ جمعہ 17/ نومبر 1922ء کے خطبہ ثانیہ کے دوران فرمایا:

''آج جمعہ کی نماز کے بعد بقا محمد صاحب مدرس کا جنازہ پڑھوں گا جو ایک مخلص شخص تھے اور رہتاس میں رہتے تھے۔ وہاں اکیلے تھے اور ان کا جنازہ وہاں نہیں پڑھا گیا۔''

(الفضل 4/ دسمبر 1922ء بحوالہ خطبات محمود جلد 7 صفحہ 415)

آپ کے پڑنواسے مکرم فرحان احمد رچمنڈ ہل، ٹورانٹو نے آپ کے اہل و عیال کے متعلق اپنے خاندان کے بڑوں سے درج ذیل معلومات اکٹھی کر کے مہیا کی ہیں۔

حضرت منشی بقا محمد صاحبؓ نے پسماندگان میں ایک بیوہ محترمہ استانی فضل نور صاحبہ اور دو کمسن بچیاں امۃ العزیز عمر 10 سال اور رحمت الٰہی بعمر 5 سال چھوڑیں۔ آپ کی اہلیہ استانی فضل نور صاحبہ نے وصیت کے ریکارڈ کے مطابق 1920ء میں بیعت کی۔ انھوں نے دو یا تین جماعتیں پاس کی ہوئی تھیں، حضرت ماسٹر صاحب نے ترکہ میں صرف ایک مکان چھوڑا تھا اور کوئی صورت گذارے کی نہیں تھی، رشتے دار بھی سب غیر احمدی تھے۔ خاوند کی اچانک وفات کے بعد اپنی کمسن بچیوں کو لے کر اپنے بھائی جو کہ غیر احمدی تھے، کے پاس راولپنڈی چلی گئیں۔ اس باہمت خاتون نے وہاں جاکر دوبارہ پڑھائی شروع کر دی اور اپنی چھوٹی بیٹی رحمت الٰہی کے ساتھ پرائمری تعلیم مکمل کی اور رہتاس واپس آکر بطور استانی نوکری کی اور قریبًا 25 سال تک پڑھاتی رہیں۔ آپ نے اپنی بچیوں کو بھی اچھی تعلیم دلوائی۔ محترمہ استانی فضل نور صاحبہ نے مورخہ 12/ دسمبر 1969ء کو وفات پائی اور بوجہ موصیہ (وصیت نمبر 1761) ہونے کے بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن ہوئیں۔

آپ کی بڑی بیٹی محترمہ امۃ العزیز صاحبہ (وفات: 7/ اکتوبر 1993ء مدفون بہشتی مقبرہ ربوہ) کی شادی سلسلہ احمدیہ کے دیرینہ خادم محترم قاری محمد امین صاحب ابن حضرت قاری غلام یاسین صاحبؓ کے ساتھ ہوئی۔ آگے اولاد میں 11 بچے (سات بیٹیاں اور چار بیٹے) تھے، تین بیٹیاں نوعمری میں وفات پا گئیں باقی آٹھ بچوں نے لمبی عمریں پائیں، جن میں بیٹیاں امۃ الحفیظ اہلیہ شیخ محمد اکرم لاہور، امۃ النصیر اہلیہ محمد امین لندن، بشریٰ ثریا شاہدہ اہلیہ دین محمد شاہد ریٹائرڈ مربی سلسلہ حال کیلگری، خالدہ ادیب خانم اہلیہ پروفیسر سلیم احمد چودھری اسلام آباد اور بیٹوں میں محمد نصیر اطہر ٹورانٹو، خالد امیر لاہور، بشیر طارق سسکاٹون کینیڈا اور محمد سفیر ٹورانٹو کینیڈا شامل ہیں۔

دوسری بیٹی محترمہ رحمت الٰہی صاحبہ کی شادی محترم حافظ عبدالرحمٰن صاحب آف ڈیرہ غازی خان کے ساتھ ہوئی، دونوں میاں بیوی سکول ٹیچرز تھے۔ رحمت الٰہی صاحبہ نے 31/ اگست 1950ء کو قریبًا 33 سال کی عمر میں وفات پائی اور بوجہ موصیہ (وصیت نمبر 4477) ہونے کے بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن ہوئیں۔ ان کی وفات کے کچھ عرصہ بعد ہی ان کے خاوند حافظ عبدالرحمٰن صاحب نے بھی 30/ مارچ 1953ء کو چک L 12/45 ضلع ساہیوال میں وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے، یہ بھی بفضلہٖ تعالیٰ موصی تھے۔ ان کی اولاد میں ایک بیٹا اور تین بیٹیاں تھیں: بشارت الرحمان ظفر پورٹ لینڈ، امریکہ (ان کے بیٹے حارث ظفر جماعت امریکہ کے شعبہ امور خارجیہ کے ساتھ وابستہ ہیں)، ناصرہ رحمٰن زوجہ طفیل منیر خان، طاہرہ کلثوم زوجہ ریاض قدیر خان ایڈووکیٹ اور بشریٰ ناہید زوجہ عبدالرشید فوزی

کعبہ پر پہلی نظر

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

میں نے جب حج کیا تو حج کے موقع پر بعض احادیث اور بزرگوں کے اقوال سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ جب پہلی دفعہ خانہ کعبہ نظر آئے تو اس وقت انسان جو دعا کرے وہ قبول ہو جاتی ہے۔ میں جب حج کے لئے روانہ ہوا تو حضرت خلیفہ اولؓ نے مجھے یہ بات بتائی اور فرمایا اس کا خیال رکھنا۔ جب میں وہاں پہنچا اور میں نے خانہ کعبہ کو دیکھا تو میں نے یہی دعا کی کہ الٰہی! میری دعا تو یہ ہے کہ مجھے تو مل جائے اور جب بھی میں تجھ سے دعا کروں تو اسے قبول فرمالیا کر۔ مجھے جہاں تک خیال پڑتا ہے حضرت خلیفہ اولؓ نے بھی ایسی ہی دعا کی تھی۔ تو اہم موقعوں کو معمولی دعاؤں میں ضائع نہیں کرنا چاہئے بلکہ ہمیشہ اعلیٰ سے اعلیٰ مقاصد اپنے دل میں رکھ کر دعائیں کرنی چاہئیں تاکہ خدا تعالی کے خاص فضل ہم پر نازل ہوں۔ اور نہ صرف ہم پر بلکہ ہماری اولادوں پر بھی نازل ہوں۔

(خطبات محمود جلد 15 ص 533)

مرسلہ: ظہیر احمد خان۔شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن

”بنیادی مسائل کے جوابات“

بیان فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

قسط نمبر 1

سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مختلف وقتوں میں اپنے مکتوبات اور ایم ٹی اے کے مختلف پروگراموں میں بنیادی مسائل کے بارہ میں جو ارشادات مبارکہ فرماتے ہیں، ان میں سے کچھ افادۂ عام روزنامہ الفضل لندن آن لائن میں شائع کئے جارہے ہیں۔

سوال: عورتوں کے مخصوص ایام میں قرآن کریم کے تحریری نسخہ کو پکڑنے اور پڑھنے نیز کمپیوٹر یا آئی پیڈ وغیرہ سے تلاوت قرآن کرنے کے بارہ میں ایک شخص نے مختلف علماء وفقہاء کے حوالہ جات پر مبنی ایک تحقیق حضور انور کی خدمت اقدس میں پیش کر کے اس مسئلہ کے بارہ میں حضور انور سے راہنمائی چاہی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مؤرخہ 05 اکتوبر 2018ء میں اس کا درج ذیل جواب عطاء فرمایا۔ حضور نے فرمایا:۔

جواب: اس مسئلہ پر علماء و فقہاء میں اختلاف پایا جاتا ہے اور بزرگان دین نے بھی اپنی قرآن فہمی کے مطابق اس بارہ میں مختلف آراء کا اظہار کیا ہے۔

قرآن کریم، احادیث نبویہ ﷺ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کی روشنی میں میرا اس بارہ میں موقف ہے کہ ایام حیض میں عورت کو قرآن کریم کا جو حصہ زبانی یاد ہو، وہ اسے ایام حیض میں ذکر و اذکار کے طور پر دل میں دہرا سکتی ہے۔ نیز بوقت ضرورت کسی صاف کپڑے میں قرآن کریم کو پکڑ بھی سکتی ہے اور کسی کو حوالہ وغیرہ بتانے کیلئے یا بچوں کو قرآن کریم پڑھانے کیلئے قرآن کریم کا کوئی حصہ پڑھ بھی سکتی ہے لیکن باقاعدہ تلاوت نہیں کرسکتی۔

اسی طرح ان ایام میں عورت کو کمپیوٹر وغیرہ پر جس میں اسے بظاہر قرآن کریم پکڑنا نہیں پڑتا باقاعدہ تلاوت کی تو اجازت نہیں لیکن کسی ضرورت مثلاً حوالہ تلاش کرنے کیلئے یا کسی کو کوئی حوالہ دکھانے کیلئے کمپیوٹر وغیرہ پر قرآن کریم سے استفادہ کرسکتی ہے۔ اس میں کوئی حرج نہیں۔

سوال: ایک خاتون نے عورتوں کے مخصوص ایام میں ان کے مسجد میں آنے کے بارہ میں مختلف احادیث نیز موجودہ دور میں خواتین کو ان ایام میں اپنی صفائی وغیرہ کیلئے میسر جدید ساز وسامان کے ذکر پر مبنی ایک نوٹ حضور انور کی خدمت اقدس میں پیش کر کے مساجد میں ہونے والی جماعتی میٹنگز اور اجلاسات وغیرہ میں ایسی عورتوں کی شمولیت اور ایسی غیر مسلم خواتین کو مسجد کا وزٹ وغیرہ کروانے کے بارہ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے رہنمائی طلب کی۔ جس پر حضور انور نے اپنے مکتوب مؤرخہ 14 مئی 2020ء میں درج ذیل جواب عطاء فرمایا:۔

جواب: ایام حیض والی خواتین کے مسجد میں سے کوئی چیز لانے یا مسجد میں چھوڑ کر آنے نیز مسجد میں جا کر بیٹھنے کے بارہ میں الگ الگ احکامات بڑی وضاحت سے حضور ﷺ نے ہمیں سمجھا دیئے ہیں۔ چنانچہ جیسا کہ آپ نے اپنے خط میں بھی ذکر فرمایا ہے کہ حضور ﷺ اپنی ازواج کو اس حالت میں چٹائی وغیرہ بچھانے کیلئے مسجد میں جانے کی اجازت فرمایا کرتے تھے۔ لیکن جہاں تک اس حالت میں مسجد میں جا کر بیٹھنے کا تعلق ہے تو اس بارہ میں بھی حضور ﷺ کی ممانعت بڑی صراحت کے ساتھ احادیث میں مذکور ہے۔ چنانچہ حضور ﷺ نے عیدین کے موقعہ پر کنواری لڑکیوں، جوان و پردہ دار اور حائضہ تمام قسم کی عورتوں کو عید کیلئے جانے کی تاکیدی ہدایت فرمائی یہاں تک کہ ایسی خاتون جس کے پاس اوڑھنی نہ ہو اسے بھی فرمایا کہ وہ اپنی کسی بہن سے عاریۃً اوڑھنی لے کر جائے۔ لیکن اس کے ساتھ ایام حیض والی خواتین کیلئے یہ بھی ہدایت فرمائی کہ وہ نماز کی جگہ سے الگ رہ کر دعا میں شامل ہوں۔

اسی طرح حجۃ الوداع کے موقعہ پر جب حج سے پہلے دیگر مسلمان عمرہ کر رہے تھے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے مخصوص ایام میں تھیں۔ چنانچہ حضور ﷺ نے انہیں عمرہ کی اجازت نہ دی کیونکہ طواف کرنے کیلئے مسجد میں زیادہ دیر تک رہنا پڑتا ہے۔ پھر جب وہ ان ایام سے فارغ ہوگئیں تو حج کے بعد انہیں الگ عمرہ کیلئے بھجوایا۔

پس احادیث میں اس قدر صراحت کے بیان کے بعد کوئی وجہ نہیں رہ جاتی کہ ہم اپنی خواہشات پوری کرنے کیلئے نئی نئی راہیں تلاش کریں۔

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ پہلے زمانہ میں عورتوں کو اپنی صفائی کیلئے ایسے ذرائع میسر نہیں تھے جیسے اب ہیں۔ ٹھیک ہے ایسے جدید ذرائع میسر نہیں تھے لیکن اس کا یہ ہرگز مطلب نہیں کہ وہ اپنی صفائی کا خیال ہی نہیں رکھ سکتی تھیں اور ان کے حیض کے خون ادھر ادھر گرتے پڑتے تھے۔ انسان نے ہر زمانہ میں اپنی ضروریات کیلئے بہتر سے بہتر انتظام حاصل کرنے کی کوشش کی ہے۔ پس پہلے زمانہ میں بھی عورتیں اپنی صفائی ستھرائی کیلئے بہترین انتظام کیا کرتی تھیں۔

پھر اس جدید دور کے ذرائع صفائی ستھرائی میں بھی بہرحال سقم موجود ہیں۔ ایسی خواتین جن کو بہت زیادہ خون آتا ہے بعض اوقات ان کا پیڈ Leak کرجانے کی وجہ سے کپڑے خراب ہوجاتے ہیں۔

پس اسلام کی جو تعلیمات دائمی اور ہر زمانہ کیلئے یکساں ہیں، ان پر ہر زمانہ میں اسی طرح عمل ہوگا جس طرح آنحضور ﷺ کے زمانہ میں ہوتا تھا۔

اگر کسی جگہ مجبوری ہے اور نماز کے کمرہ کے علاوہ اور کوئی جگہ نہیں تو اسی کمرہ کے آخر پر دروازہ کے قریب ایک ایسی جگہ مخصوص کی جاسکتی ہے جہاں نماز نہ پڑھی جائے اور ایسی عورتیں وہاں بیٹھ جایا کریں، یا مسجد کے آخر حصہ میں ایسی عورتوں کیلئے کرسیاں رکھ کر ان کے بیٹھنے کا انتظام کر دیا جائے، تاکہ نماز پڑھنے کی جگہ کے گندہ ہونے کا ہلکا سا بھی شبہ باقی نہ رہے۔

جہاں تک غیر مسلم عورتوں کے مساجد کا وزٹ کرنے کی بات ہے تو اوّل تو وزٹ کے دوران انہیں مساجد میں بٹھایا نہیں جاتا بلکہ صرف مساجد کا وزٹ کروایا جاتا ہے جس کا دورانیہ تقریباً اتنا ہی ہوتا ہے جتنا کہ مسجد سے چٹائی لانے یا بچھا کر آنے کا دورانیہ ہوتا ہے۔ لیکن اگر کہیں انہیں مسجد میں بٹھانے کی ضرورت پڑے تو نیچے صفوں پر نماز پڑھنے کی جگہ بٹھانے کی بجائے مسجد کے آخر پر کرسیوں پر انہیں بٹھائیں۔

(اس سوال کے جواب میں ایام حیض والی خواتین کے عید کے موقعہ پر دعا میں شامل ہونے کیلئے حضور ﷺ کی تاکیدی ہدایت کا جو اوپر ذکر ہوا ہے۔ اس حوالہ سے خطبہ عید کے سننے کے بارہ میں ایک سوال کے جواب میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حدیث نبویہ ﷺ کی روشنی میں جو جواب عطاء فرمایا اسے بھی احباب کے استفادہ کیلئے یہاں درج کیا جارہا ہے۔ مرتب)

سوال: ایک دوست نے دریافت کیا کہ دارقطنی میں ایک حدیث ہے کہ حضور ﷺ نے نماز عید کے بعد فرمایا کہ ہم خطبہ دیں گے، جو چاہے سننے کیلئے بیٹھا رہے اور جو جانا چاہے چلا جائے، کیا یہ حدیث درست ہے؟ اس پر حضور انور نے اپنے مکتوب مؤرخہ 20 اکتوبر 2020ء میں درج ذیل جواب عطاء فرمایا:۔

جواب: خطبہ عید کے سننے سے رخصت پر مبنی حدیث جسے آپ نے دارقطنی کے حوالہ سے اپنے خط میں درج کیا ہے، سنن ابی داؤد میں بھی روایت ہوئی ہے۔

یہ بات درست ہے کہ حضور ﷺ نے خطبہ عید کے سننے کی اس طرح تاکید نہیں فرمائی جس طرح خطبہ جمعہ میں حاضر ہونے اور اسے مکمل خاموشی کے ساتھ سننے کی تاکید فرمائی ہے۔ اسی بناء پر علماء وفقہاء نے خطبہ عید کو سنت اور مستحب قرار دیا ہے۔

لیکن اس کے ساتھ یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیئے کہ حضور ﷺ نے عید کیلئے جانے اور دعاء المسلمین میں شامل ہونے کو نیکی اور باعث برکت قرار دیا ہے اور اس کی یہاں تک تاکید فرمائی کہ ایسی خاتون جس کے پاس اپنی اوڑھنی نہ ہو وہ بھی کسی بہن سے عاریۃً اوڑھنی لے کر عید کیلئے جائے۔ اور ایام حیض والی خواتین کو بھی عید پر جانے کی اس ہدایت کے ساتھ تاکید فرمائی کہ وہ نماز کی جگہ سے الگ رہ کر دعا میں شامل ہوں۔

سوال: ایک خاتون نے رمضان المبارک کے اعتکاف کے بارہ میں دریافت کیا کہ کیا یہ اعتکاف گھر پر کیا جاسکتا ہے اور کیا یہ اعتکاف تین دن کیلئے ہوسکتا ہے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب 09 اگست 2015ء میں اس مسئلہ کا درج ذیل جواب عطاء فرمایا۔ حضور انور نے فرمایا:۔

جواب: جہاں تک رمضان کے مسنون اعتکاف کا تعلق ہے وہ تو جیسا کہ قرآن وحدیث سے ثابت ہے گھر پر اور تین دن کیلئے نہیں ہوسکتا۔ آنحضور ﷺ کی سنت سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور ﷺ رمضان المبارک میں کم از کم دس دن اور مسجد میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے:۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللّٰهُ۔ (صحیح بخاری کتاب الاعتکاف باب الاعتکاف فی العشر الاواخر والاعتکاف فی المساجد کلھا)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

اپنی وفات تک رمضان کے آخری دس دن اعتکاف فرماتے رہے۔

اسی طرح قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے جہاں رمضان کے مسائل بیان فرمائے ہیں وہاں اعتکاف کے بارہ میں احکامات بیان کرتے ہوئے فرمایا:۔

وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ۔(سورۃ البقرہ:188)

کہ رمضان کے اعتکاف میں ایک تو میاں بیوی کے تعلقات کی اجازت نہیں اور دوسرا یہ کہ اعتکاف بیٹھنے کی جگہ مسجد یں ہیں۔

احادیث میں بھی اس امر کی وضاحت آئی ہے کہ رمضان کا اعتکاف مسجد میں ہی ہوسکتا ہے۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:۔

السُّنَّةُ عَلَى الْمُعْتَكِفِ أَنْ لَا يَعُودَ مَرِيضًا وَلَا يَشْهَدَ جَنَازَةً وَلَا يَمَسَّ امْرَأَةً وَلَا يُبَاشِرَهَا وَلَا يَخْرُجَ لِحَاجَةٍ إِلَّا لِمَا لَا بُدَّ مِنْهُ وَلَا اعْتِكَافَ إِلَّا بِصَوْمٍ وَلَا اعْتِكَافَ إِلَّا فِي مَسْجِدٍ جَامِعٍ۔

(سنن ابی داؤد کتاب الصوم باب المعتکف یعود المریض)

ترجمہ:۔معتکف کیلئے مسنون ہے کہ وہ مریض کی عیادت نہ کرے اور نہ جنازہ میں شامل ہو اور نہ اپنی بیوی کو چھوئے اور نہ اس سے جسمانی تعلق قائم کرے۔ اور سوائے اشد ضروری حاجت کے جس کے سوا چارہ نہ ہو مسجد سے باہر نہ جائے۔ اور روزوں کے بغیر اعتکاف درست نہیں اور نہ ہی جامع مسجد کے علاوہ دوسری جگہوں پر اعتکاف درست ہے۔

پس قرآن کریم اور احادیث نبویہ ﷺ کے مطابق رمضان المبارک کا مسنون اعتکاف کم از کم دس دن ہوتا ہے اور اس کیلئے مسجد میں ہی بیٹھا جاتا ہے۔

ہاں رمضان کے علاوہ عام دنوں میں اگر نیکی کے طور پر اور ثواب کی خاطر کوئی اپنے گھر میں چند دن کیلئے اعتکاف کرنا چاہتا ہے تو اس کی بھی اجازت ہے اور اس کی کہیں ممانعت نہیں ملتی۔ علاوہ ازیں بعض فقہاء نے عورت کے گھر میں اعتکاف کرنے کو بہتر قرار دیا ہے۔ چنانچہ فقہ کی مشہور کتاب ہدایہ میں لکھا ہے:۔

اما المرأۃ تعتکف فی مسجد بیتھا۔

(ھدایہ باب الاعتکاف)

یعنی عورت اپنے گھر میں نماز پڑھنے کی جگہ میں اعتکاف بیٹھ سکتی ہے۔

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس بارہ میں فرماتے ہیں:۔

’’مسجد کے باہر اعتکاف ہوسکتا ہے مگر مسجد والا ثواب نہیں مل سکتا۔‘‘

(روز نامہ الفضل 6 مارچ 1996ء)

سوال:۔ گلشن وقف نو آسٹریلیا مؤرخہ 12اکتوبر 2013ء میں ایک بچی نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خدمت اقدس میں استفسار کیا کہ بچیوں کو سکارف کس عمر میں لینا چاہئے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس سوال کا جواب ارشاد فرماتے ہوئے فرمایا:۔

جواب:۔ جب تم پانچ سال کی ہوجاؤ تو اس وقت تمہیں بغیر Leggings کے فراک نہیں پہننی چاہئے، تمہاری ٹانگیں ڈھکی ہونی چاہئیں تا کہ تمہیں احساس ہو کہ آہستہ آہستہ ہمارا ڈریس جو ہے وہ Cover ہونا چاہئے۔ Sleeveless فراک نہیں پہننی چاہئے۔ پھر چھ سات سال کی ہو جاؤ تو تمہاری Leggings میں مزید احتیاط ہو۔ اور جب تم دس سال کی ہو جاتی ہو تو تھوڑا سا سکارف لینے کی عادت ڈالو۔ اور جب گیارہ سال کی ہو جاؤ تو پھر سکارف پوری طرح لو۔ سکارف لینے میں تو کوئی حرج نہیں؟ سکارف تو یہاں بھی لوگ سردیوں میں لے لیتے ہیں۔ سردی ہوتی ہے تو اپنے کان نہیں لپیٹ لیتے؟ وہ سکارف ہی ہوتا ہے۔ اس طرح کا سکارف لو۔

بعض لڑکیاں ہوتی ہیں، جو دس سال کی عمر میں بھی چھوٹی سی نظر آتی ہیں۔ اور بعض ایسی ہوتی ہیں جو دس سال کی عمر میں بارہ سال کی لڑکی کی طرح نظر آتی ہیں، ان کے قد لمبے ہو جاتے ہیں۔تو ہر لڑکی دیکھے کہ وہ اگر بڑی بڑی نظر آتی ہے، تو اس کو سکارف لے لینا چاہئے۔ چھوٹی عمر میں سکارف لینے کی عادت ڈالو گی تو پھر شرم نہیں آئے گی، نہیں تو ساری عمر شرماتی رہو گی۔ اگر تم کہو گی کہ بارہ سال کی عمر میں، تیرہ سال کی عمر میں، چودہ سال کی عمر میں جا کر سکارف لوں گی، تو پھر سوچتی رہو گی اور پھر تمہیں شرم آ جائے گی۔ پھر تم کہو گی او ہو کہیں لڑکیاں میرا مذاق نہ اڑائیں۔ میں نے سکارف لیا تو وہ مجھ پہ ہنسیں گی۔ اس لئے کبھی کبھی سکارف لینے کی عادت ڈالو۔ سات، آٹھ، نو سال کی عمر میں سکارف لینا شروع کر دو، اور لڑکیوں کے سامنے بھی لے لو تا کہ تمہاری شرم ختم ہو جائے۔ اور جب تم بڑی نظر آؤ تو تم پوری طرح سکارف لو۔ ٹھیک ہے، سمجھ آئی؟ تمہارے لئے اتنا کافی ہے اور بڑی لڑکیوں کے لئے اتنا کافی ہے کہ اصل چیز پردہ کا مقصد یہ ہے کہ حیا ہونی چاہئے۔ اور یہ جو یورپین ہیں یا ویسٹرن Influence کے اندر آتے ہیں، پرانے زمانہ میں ان کے لباس بھی یہاں تک ہوتے تھے (اس موقعہ پر حضور انور نے اپنے ہاتھوں کی کلائیوں کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔مرتب)، لمبی میکسی فراکس ہوتی تھیں۔ اب تو یہ ننگے پھرتے ہیں ناں؟

سوال یہ ہے کہ مرد جو ہے وہ اچھا اور Well Dressed اس وقت کہلاتا ہے جب اس نے ٹراؤزرز پورے پہنے ہوں، کوٹ پہنا ہو، ٹائی لگائی ہو۔ اور عورت کو کہتے ہیں کہ تم Well Dressed اس وقت ہو گی، جب تم نے منی سکرٹ پہنی ہو۔ یہ مجھے فلسفہ سمجھ نہیں آیا۔

اس لئے مردوں کو نہ دیکھو۔ اور عورتیں بھی جو خود اپنے آپ کو ننگا کرتی ہیں اپنی بے عزتی کرواتی ہیں۔ اس لئے احمدی لڑکی، احمدی عورت کا وقار اسی میں ہے کہ اپنی حیا کو قائم کرے۔ کیونکہ اصل چیز حیا ہے۔ اور یہ حیا ہے جو دوسروں کو تمہارے پہ غلط نظر ڈالنے سے روکتی ہے۔

سوال:۔ آسٹریلیا کے واقفات نو کے اسی پروگرام گلشن وقف نو مؤرخہ 12اکتوبر 2013ء میں ایک بچی نے حضور انور کی خدمت اقدس میں سوال کیا کہ ہم رمضان کے روزے کس عمر میں رکھنا شروع کریں؟ اس استفسار کا جواب عطاء فرماتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

جواب:۔ روزے تم پر اس وقت فرض ہوتے ہیں جب تم لوگ پوری طرح Mature ہو جاؤ۔ اگر تم سٹوڈنٹ ہو اور تمہارے امتحان ہو رہے ہیں تو ان دنوں میں اگر تمہاری عمر تیرہ، چودہ، پندرہ سال ہے تو تم روزے نہ رکھو۔ اگر تم برداشت کرسکتی ہو تو پندرہ سولہ سال کی عمر میں روزے ٹھیک ہیں۔ لیکن عموماً فرض روزے جو ہیں وہ سترہ، اٹھارہ سال کی عمر سے فرض ہوتے ہیں، اس کے بعد بہرحال رکھنے چاہئیں۔ باقی شوقیہ ایک، دو، تین، چار روزے اگر تم نے رکھنے ہیں تو اٹھ دس سال کی عمر میں رکھ لو، فرض کوئی نہیں ہیں۔تمہارے پہ فرض ہوں گے جب تم بڑی ہو جاؤ گی، جب روزوں کو برداشت کرسکتی ہو۔ یہاں (آسٹریلیا میں۔ مرتب) مختلف موسموں میں کتنا فرق ہوتا ہے؟ Day Light کتنے گھنٹے کی ہوتی ہے؟ سحری اور افطاری میں کتنا فرق ہوتا ہے؟ بارہ گھنٹے؟ اور Summer میں کتنا ہوتا ہے؟ انیس گھنٹے کا ہوتا ہے؟ ہاں تو بس انیس گھنٹے تم بھوکی نہیں رہ سکتی۔ یو کے میں بھی آجکل، جو پیچھے گرمیاں گزری ہیں، ان میں تمہارے روزے چھوٹے تھے اور وہاں لمبے روزے تھے۔ ساڑھے اٹھارہ گھنٹے کے روزے تھے۔ تو سویڈن وغیرہ میں بائیس گھنٹے کے روزے ہوتے ہیں۔ تو وہاں تو بہرحال وقت کو ایڈجسٹ کرنا پڑتا ہے۔ کیونکہ اتنا لمبا روزہ بھی نہیں رکھا جا سکتا۔ لیکن برداشت اس وقت ہوتی ہے جب تم جوان ہو جاتی ہو، کم از کم سترہ اٹھارہ سال کی ہو جاؤ تو پھر ٹھیک ہے۔ پھر روزے رکھو۔ سمجھ آئی؟ تمہارے اماں ابا کیا کہتے ہیں؟ دس سال کی عمر میں تم پر روزہ فرض ہو گیا ہے؟ لیکن عادت ڈالا کرو۔ چھوٹے بچوں کو بھی دو تین روزے ہر رمضان میں رکھ لینے چاہئیں تا کہ پتہ لگے کہ رمضان آ رہا ہے۔ لیکن روزے نہ بھی رکھنے ہوں تو صبح اٹھو اور اماں ابا کے ساتھ سحری کھاؤ، نفل پڑھو، نمازیں باقاعدہ پڑھو۔ تم لوگوں کا، سٹوڈنٹس کا اور بچیوں کا رمضان یہی ہے کہ رمضان میں اٹھیں ضرور اور سحری کھائیں، اہتمام کریں اور اس سے پہلے دو یا چار نفل پڑھ لیں۔ پھر نمازیں باقاعدہ پڑھیں۔ قرآن شریف باقاعدہ پڑھیں۔

بقیہ: دربارِ خلافت...... از صفحہ 2

بقیہ: دربارِ خلافت...... از صفحہ 2

دُنیا میں کسی سے انسان ڈر سکتا ہے تم اپنے خدا سے ڈرو۔ پاک دل ہو جاؤ اور پاک ارادہ اور غریب اور مسکین اور بے شر تا تم پر رحم ہو‘‘۔

(نزول المسیح۔ روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۴۰۲، ۴۰۳)

فرمایا: ’’انسان جو ایک عاجز مخلوق ہے اپنے تئیں شامت اعمال سے بڑا سمجھنے لگ جاتا ہے۔ کبر اور رعونت اس میں آجاتی ہے۔ اللہ کی راہ میں جب تک انسان اپنے آپ کو سب سے چھوٹا نہ سمجھے چھٹکارا نہیں پا سکتا۔ کبیر نے سچ کہا ہے۔

بھلا ہوا ہم نیچ بھئے ہر کو کیا سلام
جے ہوتے گھر اونچ کے ملتا کہاں بھگوان

(یعنی اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہم چھوٹے گھر میں پیدا ہوئے۔ اگر عالی خاندان میں پیدا ہوتے تو خدا نہ ملتا۔ جب لوگ اپنی اعلیٰ ذات پر فخر کرتے تو کبیر اپنی کم ذات پر نظر کر کے شکر کرتا تھا۔)۔ پس انسان کو چاہئے کہ ہر دم اپنے آپ کو دیکھے کہ میں کیسا ہیچ ہوں۔ میری کیا ہستی ہے۔ ہر ایک انسان خواہ کتنا ہی عالی نسب ہو مگر جب وہ اپنے آپ کو دیکھے گا بہر نہج وہ کسی نہ کسی پہلو میں بشرطیکہ آنکھیں رکھتا ہو تمام کائنات سے اپنے آپ کو ضرور بالضرور ناقابل و ہیچ جان لے گا۔ انسان جب تک ایک غریب و بیکس بڑھیا کے ساتھ وہ اخلاق نہ برتے جو ایک اعلیٰ نسب عالی جاہ انسان کے ساتھ برتتا ہے یا برتنے چاہئیں اور ہر ایک طرح کے غرور و رعونت و کبر سے اپنے آپ کو نہ بچاوے وہ ہرگز ہرگز خدا تعالیٰ کی بادشاہت میں داخل نہیں ہوسکتا۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۳۱۴، ۳۱۵ الحکم ۳۱ مئی ۱۹۰۳)۔

(خطبہ جمعہ 2/ جنوری 2004ء)

DAILY LONDON ALFAZL ONLINE
www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION Download on the App Store ANDROID APP ON Google play
اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

مرسلہ: صائمہ حنا برکینا فاسو

لاک ڈاؤن اور کچن گارڈن

گزشتہ سال ہماری نئی جگہ تقرری ہوئی تو گھر کے صحن میں کچھ جگہ میسر تھی جہاں سبزی وغیرہ لگا کر کچھ شوق پورا کیا جا سکتا تھا۔ چنانچہ کیاری وغیرہ تیار کر کے ٹماٹر اور بھنڈی کاشت کی لیکن مایوسی ہوئی اور کچھ اگا نہیں۔ کوشش بارآور نہیں ہوئی۔ اس طرح کچھ ماہ گزر گئے اور گھریلو باغبانی کا شوق کچھ مدھم پڑ گیا۔

پھر کورونا آ گیا۔ لاک ڈاؤن نے سب کو گھر تک محدود کر دیا۔ بچوں کے اسکول بھی بند ہو گئے اور میرے میاں کو گھر کے لئے کچھ وقت نکالنا آسان ہو گیا۔ ایک بار پھر گھریلو باغبانی کی طرف توجہ ہوئی۔ چنانچہ سب نے مل کر اس دفعہ زیادہ محنت اور عزم سے باغبانی کی طرف توجہ کی۔ محنت سے زمین تیار کر کے متفرق چیزیں کاشت کیں۔ توجہ کا پھل تھا کہ سبزیاں اپنی بہار دکھانے لگیں۔ جتنی جگہ میسر تھی اس میں بھنڈی کے آٹھ دس پودے چل پڑے۔ ٹماٹر کی پنیری تیار کی اور پھر اسے لگایا گیا۔ ٹماٹر کے تقریباً بیس پودے لگانے کی جگہ نکل آئی۔ ٹماٹر بڑے اچھے چل پڑے۔

ایک کیاری میں کریلے تو دوسری میں کھیرے اگا دئے۔ شوق بڑھا تو نرسری سے انگور کی بیل اور گلاب کا پودا لے آئے۔ ایلو ویرا جو کسی گملے میں پڑا سڑ رہا تھا جب یہ معلوم ہوا کہ ایلو ویرا کے رس سے بہترین ہینڈ سینیٹائزر بن رہا ہے، تو اس کی قدر ہونے لگی۔

شوق نے چابک لگا کر صحن کے ایک حصے کی کچھ اینٹیں اکھاڑ کر ایک چھوٹی سی کیاری بنا ڈالی۔ اس طرح بیس بیس مربع فٹ کی دو کیاریاں میسر آ گئیں۔ کچھ گملوں کا استعمال کیا۔ دیوار کے ساتھ ساتھ چنبیلی کی بیل چلنے لگی۔

لاک ڈاؤن میں کی گئی اس گھریلو باغبانی نے بہت لطف دیا۔ ایک وقت میں ہمارے گھر میں ٹماٹر اپنی بہار دکھا رہے تھے۔ ٹماٹر کی فصل بہت خوبصورت اور عمدہ نکلی۔ میری چھوٹی بیٹی روزانہ ان کو گن کر آتی۔ بھنڈی کا پودا قد آدم سے اونچا نکل چکا تھا۔ روزانہ پانچ چھ بھنڈیاں اتر آتیں اور دو تین دن بعد اس قدر ہو جائیں کہ ایک وقت کا سالن بن سکے۔ ایک طرف انگور کی بیل چھت تک جا پہنچی تو دوسری طرف کریلے کی بیل مقابلے پر نکل آئی۔ ایک کونے میں کھیرے کی بیل نے جگہ بنا لی اور پھل دینے لگی تو دوسرے کونے میں گلاب کا پھول کھل اٹھا۔ ایک چھوٹے سے ٹب میں پودینہ سر نکالنے لگا تو خشک دودھ کے ڈبوں میں مٹی ڈال کر مرچیں اگا دیں۔

الغرض تھوڑی سی محنت اور توجہ سے ہمارے گھر میں ایک وقت میں ٹماٹر، بھنڈی، کریلے، کھیرے، میتھی، پودینہ، سبز مرچ، سوہانجنا، انگور، گلاب، چنبیلی، ایلو ویرا اور منی پلانٹ چل پڑے۔ ایسے معلوم ہوتا تھا جیسے یہ سبزیاں، پھل، پھول اور پودے ایک دوسرے کے ساتھ جڑے ہوئے ہوں جب ایک چل پڑا تو سب نے مل کر بہار کا سماں باندھ دیا۔

گھر سے سبزی اتار کر بنانے کا مزہ بیان نہیں ہو سکتا۔ صحن سے ٹماٹر اور کھیرے اتار کر سلاد بنانے کا لطف الگ سا ہے۔ صبح صبح اٹھ کر ترو تازہ کھلے گلاب کو دیکھنا اور سونگھنا ایک عجیب سرور دیتا ہے۔ میری بیٹی کی سکول کی سہیلیاں ایک دن ہمارے گھر آئیں تو ٹماٹروں کے پودے کے ساتھ لٹکتے خوبصورت ٹماٹر دیکھ کر بہت خوش ہوئیں۔ شہر میں پرورش پانے والی ان بچیوں نے ٹماٹر کھائے تو کئی بار تھے لیکن پودوں پر لگے نہیں دیکھے تھے۔ بچیوں نے ان پودوں کے ساتھ تصویریں بنائیں۔

ہمارے صحن میں یہ سب چیزیں بہار دے رہی تھیں کہ ایک دفعہ پھر ہمارے تبادلے کی خبر آ گئی۔ نئی جگہ منتقل ہونے اور گھر سیٹ ہونے میں کچھ وقت لگنا طبعی سی بات ہے۔ لیکن اب گھریلو باغبانی کا چسکا پڑا ہے تو نئے گھر میں بھی اس پر لطف کام کو جاری رکھنے کے رستے نکال لئے ہیں۔

کہنا صرف یہ ہے کہ ہم تھوڑی سی توجہ سے کچن گارڈن یا گھریلو باغبانی سے لطف اندوز ہو سکتے ہیں۔ ایک بار جب آپ ایسا کر لیں تو پھر ہمیشہ اس سے جڑے رہیں گے۔ اپنی مرضی کی سبزی اگائیں اور ترو تازہ کھائیں۔ اس کام میں اتنی برکت ہے کہ آپ دیکھیں گے کہ نہ صرف آپ لطف اندوز ہوئے اور فائدہ اٹھایا ہے بلکہ آپ کے ہمسائے اور ملنے جلنے والے بھی اس سے حصہ پائیں گے۔ بعض اوقات ممکن ہے گھر سے اترنے والی سبزی آپ کی ضرورت پوری نہ کرے لیکن صحن سے اترنے والا ایک ٹماٹر آپ کو ذائقے، لطف اور مزے کے ساتھ خوشی کے چند لمحات اور چہرے پر مسکان ضرور دے کر جائے گا۔

پردہ کے متعلق نصیحت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز پردہ کے متعلق نصیحت فرماتے ہوئے واضح فرماتے ہیں:

’’اگر آپ برقع پہن کر مردوں کی مجلسوں میں بیٹھنا شروع کر دیں، مردوں سے مصافحے کرنا شروع کر دیں تو پردہ کا تو مقصد فوت ہو جاتا ہے۔ اس کا تو کوئی فائدہ نہیں ہے۔

اگر آپ اپنی سہیلی کے گھر جا کر اس کے خاوند یا بھائی یا رشتہ داروں سے آزادانہ ماحول میں بیٹھی ہیں۔ چاہے منہ کو ڈھانک کے بیٹھی ہوتی ہیں یا منہ ڈھانک کر کسی سے ہاتھ ملا رہی ہیں تو یہ تو پردہ نہیں ہے۔...اس لئے احتیاط کریں اور ایسی مجلسوں سے بچیں۔‘‘

(خطاب جلسہ سالانہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز از لجنہ اماء اللہ کینیڈا 3 جولائی 2004ء، مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 23 ستمبر 2005ء)

’’بعض لوگوں کے انٹرنیٹ کے ذریعے سے تبلیغ کے رابطے ہوتے ہیں اور انٹرنیٹ کے تبلیغ کے رابطے بھی صرف لڑکیوں اور عورتوں سے رکھیں۔ مردوں کا جو تبلیغ کا حصہ ہے وہ مردوں کے حصے رہنے دیں کیونکہ اس میں بعض دفعہ قباحتیں پیدا ہوتی ہیں۔‘‘

(خطاب جلسہ سالانہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز از لجنہ اماء اللہ آسٹریلیا 15 اپریل 2006ء، مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 12 جون 2015ء)

جنت کا دروازہ اور عطیات و صدقات

آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا:۔

قابل رشک ہے وہ انسان جسے اللہ تعالیٰ نے مال عطا فرمایا اور پھر اس کے برمحل خرچ کرنے کی غیر معمولی توفیق اور ہمت بخشی۔ (بخاری)

پھر فرمایا۔

جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازے کا نام ’’باب الصدقہ‘‘ ہے جہاں سے صدقہ و خیرات کرنے والے داخل ہوں گے۔ (مسلم)

طلوع وغروب آفتاب

17 دسمبر 2020ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	05:30	17:42
مدینہ منورہ	05:36	17:37
قادیان	05:55	17:27
ربوہ	05:35	17:07
اسلام آباد ٹلفورڈ	06:33	15:56